A Psalm of Life

ترانۂ ہستی

یہ نظم مخدومی نواب میرزا سیف علیخانصاحب کے
نام سے معنون کیجاتی ہے

Life is real! Life is earnest!
And the grave is not its goal;
'Dust thou art, to dust returnest'
Was not spoken of the soul.

۳

چشم خرد سے دیکھ جو تیری ہے زندگی　　اصلی ہے واقعی ہے حقیقی ہے زندگی
یہ وہم ہے کہ تا بمرقد ہے زندگی　　اوسکو اودہر تو دیکھ کہ جیتی ہے زندگی
پیوند خاک ہوگا کہ ہے خاک سے بنا　　بے شبہ ہوگا قالب خاکی ترا فنا

پر روح ہے وہ شے کہ نہیں جسکی انتہا
بے ابتدا ازل تو ابد اسکی انتہا

Tell me not, in mournful numbers,
Life is but an empty dream!
For the soul is dead that slumbers,
And things are not what they seem.

اہ

غمگیں سرود میں ہے یہ ترانہ عجب ترا — "دنیا کی زندگی نہیں اک خواب کے سوا"
کیسی یہ تو نے بات کہی میرے سامنے — دہرانا اسکو پھر نہ کبھی میرے سامنے
دنیا ہے خواب دیدۂ غافل کے واسطے — عبرت کا یہ مقام ہے عاقل کے واسطے

آنکھیں تو کھول کیسے ہیں یہ آسماں زمیں
تو دیکھتا ہے جو وہ حقیقت ہے یا نہیں؟

Art is long, and Time is fleeting,
And our hearts, though stout and brave,
Still, like muffled drums, are beating
Funeral marches to the grave.

۵۴

دعویٰ ہنر کا یہ ہے کہ مشکل ہے سیکھنا اور وقت کہہ رہا ہے "لے دیکھ میں چلا"
اور اس پہ طرّہ یہ ہے کہ ہر شخص و ہر دل اک طبلِ الرّحیل ہے سینہ میں کیا ہر دل
کہتا زبانِ حال سے اپنی ہے برملا "یہ ہمدمو کوچ جنازہ ترا چلا"
گر مرد ہے تو کر لے ہنر آزمائیاں
موقع ہے آج کل تری ہونگی شنوائیاں

Not enjoyment, and not sorrow
Is our destined end or way;
But to act, that each to-morrow
Find us farther than to-day

۳

زینت پہ اس چمن کی نہ اِترا تو دیدناک　　بن کر بگڑ گیا ہے یہ جوبن ہزار بار
محو عمل کو ایک ہے سب رنج و انبساط　　پژمردہ تجھکو کردے ہے کیا رنج کی بساط!
رنج و خوشی نہیں ہے تو پھر کیا ہے اور کچھ؟　　ہاں رنج و انبساط سے اعلیٰ ہے اور کچھ!

اسطرح گامزن ہو کہ بڑھتا سدا رہے

دی شب سے آج، آج سے فردا سوا رہے

Trust no Future howe'er Pleasant!
Let the dead Past bury its dead!
Act, - act in the living Present!
Heart within, and God o'erhead!

۵۶

شانہ کشیِ گیسوئے فردا کا کیا خیال — تاریکیِ عدم میں جو ہو اُسکا کیا ملال
دیروز کے قلق سے ترا دل ہے کیوں بھرا — کیوں وردِ سر ترا ہے گزشتہ کا ماجرا
امروز کے ہے آئینہ پر تیری دسترس — صیقل کر اس طرح کہ نہ باقی رہے ہوس

ہمت ہو دل میں اور بھروسہ خدا پہ ہو
کشتی کو آسرا نہ کسی ناخدا پہ ہو

In the world's broad field of battle,
In the bivouac of Life,
Be not like dumb, driven cattle!
Be a hero in the strife!

ھ

دنیا مصافِ ہستی ہی پُرفن ہی کارزار — اور رات ہی پڑاؤ کہ سنبھلے ہوشیار
میدانِ جنگ میں ہی کہ ہو تو خیام میں — آرام سی ہو رات کو دنکو کام میں
انساں ہیں جنکے نیک یہاں نام و دور ہے — وہ کام کر کہ نام ترا تا ابد رہے

اس معرکہ سے تو نہ مثال غبار اُٹھ
اُٹھتا ہی گر تو بنکے کوئی شہسوار اُٹھ

Footprints, that perhaps another,
Sailing o'er life's solemn main,
A forlorn and shipwrecked brother,
Seeing, shall take heart again.

۵۸

شاید کہ تیرا نقش قدم رہنما بنے   اوس تیرہ بخت کے لئے جس پر کچھ آ بنے
جو لطمۂ بحر اس میں لنگر گسستہ ہو   اس بحر بیکنار میں کشتی شکستہ ہو
سرگشتۂ تلاطم امواج زندگی   جوئندۂ ترقی معراج زندگی
تاریک شب کو صبح طرب زا بنائے دل
اوکھڑے جو سانس وہ دم عیسیٰ ہو بدل

Lives of great men all remind us
We can make our lives sublime,
And, departing, leave behind us
Footprints on the sands of time.

۵

وہ شہرتِ دوام کے ساحل ہیں جگمگا — کہتی ہیں تجھ سے اہلِ وطن جن چپکے سے کا

"دنیا کی کشمکش سے ہو مسئلہ زندگی — بس کی ہے بات تیری ہی عظمت زندگی"

"جب بادبان نفس کا ہو خاموشی آشنا — جب کشتی حیات کی ہو موت ناخدا"

"فدائی دہر میں بھی ترا کیف کم رہے

ریگِ روانِ وقت پہ نقشِ قدم رہے"

Let us, then, be up and doing,
With a heart for any fate;
Still achieving, still pursuing,
Learn to labour and to wait.

H. W. LONGFELLOW.

۵۹

تو خواب کے خیال میں بیٹھا ہی کیا — بس اُٹھ کھڑا ہو اور گئے سے مدعا ہی کیا

دشت عمل میں آبلہ پائی ہے دُکھ کیا — ہستی کے خارزار کو گلزار تو بنا

لغزش بس اب نہ تیرے قدم میں ذرا رہے — ہموارہ جستجو ہو تگاپو سدا رہے

راہ طلب میں آگے پہ چل اور رہ پہ چل

محنت کر اور رکھ تو بھروسہ خدا پہ چل

سید یوسف علی - ایچ - سی - ایس -